© rasailojaraid.com

سائنس اور اسلام

مولانا شہاب الدین ندوی

۲ قسط

علوم طبیعی کی اہمیت قرآن کی نظر میں

خلاصہ یہ کہ ان تمام آیات و بینات سے عقل و دانش کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و دانش سے سرفراز اس لئے کیا ہے تاکہ وہ اسے کام میں لائے۔ اور اسے ہمیشہ مصروف رکھتے ہوئے خلّاق عالم کی ربوبیت (مخلوق پروری) کا حال ہر دور کے تقاضے کے مطابق واضح کرتا رہے اور یہ فریضہ اللہ کے اطاعت گذار بندوں پر عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ ان علوم میں بصیرت حاصل کرکے گمراہ انسانوں کی ہدایت کا باعث بنیں۔ عقل و دانش کا یہ سب سے افضل عمل ہے کہ اسے دین ابدی کی تائید و حمایت کی راہ میں وقف کیا جائے۔

دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے کون ہیں؟

قرآن اور حدیث میں ایک لفظ "فقہ" بھی استعمال کیا گیا ہے اس کے معنی "سمجھ بوجھ" یا "حسن ادراک" کے ہیں اور یہ لفظ عقل (اشیاء کی حقیقت کا ادراک) کے تقریباً ہم معنی ہے مگر لفظ عقل زیادہ عام ہے۔ جب کہ لفظ فقہ زیادہ تر "دین کے سمجھ بوجھ" یا اس میں فہم و بصیرت حاصل کرنے کے لئے بولا جاتا ہے اور اصطلاحاً یہ لفظ (فقہ) "اسلامی قانون" کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ اسلامی قانون اور اسلامی احکام سے واقفیت رکھنے والوں کو "فُقہا" (واحد فقیہہ) کہا جاتا ہے۔ مگر قرآن اور حدیث میں لفظ فقہ اپنے عام معنی میں (سمجھ بوجھ یا دین کے سمجھ بوجھ) کی حیثیت سے آیا ہے۔ اس طرح اس لفظ سے نکلا ہوا ایک دوسرا لفظ "تفقّہ" بھی قرآن اور حدیث میں استعمال کیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح فطری و تکوینی امور میں فہم و بصیرت حاصل کرنے اور اسرار ربوبیت کا پتہ چلانے کے سلسلے میں بھی بولا گیا ہے۔ جس کی غرض و غایت دین و شریعت ہی کے بازو مضبوط کرنا ہے

چنانچہ معنائے اول کے بارے میں ارشاد باری ہے۔

وَمَا کَانَ المؤمنون لینفروا ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ تمام مسلمان (بیک وقت)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

كافّة ۚ فلولا نفر من كل فرقة طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون ۝ (توبہ ۱۲۲)

نکل پڑیں تو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ہر فرقے میں سے ایک جماعت (تحصیل علم کے لئے) نکلے تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو انہیں (خدا اور آخرت کا) خوف دلائیں تاکہ وہ (عذاب الٰہی سے) بچ سکیں

و هو الذی جعل لكم النجوم لتهتدوا بها فی ظلمت البر والبحر ۔ قد فصلنا الایت لقوم يعلمون ۔ و هو الذی انشاكم من نفس واحدة فمستقر و مستودع قد فصلنا الایت لقوم يفقهون ۝

(انعام ۹۷، ۹۸)

وہی (تمہارا رب ہے) جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم ان کے ذریعہ خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کر سکو علم والوں کے لئے ہم نے اپنی نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں اور وہی (تمہارا رب) ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ۔ پھر تمہارے لئے ایک (عارضی) قرارگاہ ہے اور ایک (مستقل) ٹھکانہ (آخرت کی منزل) ہم نے سمجھ بوجھ رکھنے والوں کیلئے اپنے دلائل پوری تفصیل سے بیان کر دیے ہیں

آخری آیت میں دراصل نوع انسانی کی ابتدار وانتہا کا بیان ہے جس میں یہ دعوت فکر دی گئی ہے کہ انسان ذرا غور تو کرے کہ اس کی تخلیق ایک واحد ہستی (حضرت آدم علیہ السلام) سے کس طرح ہوئی ؟ اور ان سے مختلف قبیلے اور قومیں کس طرح بن گئیں ؟ پھر یہ تمام انسانی افراد دنیا کے اس عارضی ٹھکانے میں اپنی اپنی میعاد پوری کرکے ایک نامعلوم منزل کی طرف کس طرح رواں دواں ہیں ؟ اگر اس کائنات میں کوئی منصوبہ بندی نہ ہوتی تو پھر زندگی اور موت کی یہ یکسانیت کس طرح ممکن ہوتی ؟ انسان باوجود شدید خواہش کے اس دنیا میں حیات جاودانی حاصل کیوں نہیں کر لیتا ۔ اگر اسے اپنے خالق و مالک کے پاس لوٹ کر جانا نہ ہو ؟ یعنی وہ موت پر قابو کیوں نہیں پا لیتا اگر وہ اپنے بے خدائیت کے دعوے میں سچا ہو ؟

جیسا کہ ایک دوسرے موقع پر کہا گیا ہے ۔

فلولا ان كنتم غير مدينين

اگر فی الواقع تمہارا حساب کتاب ہونے والا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجعونها ان کنتم صدقین ہ (واقعہ ۸۶، ۸۷) — نہیں ہے تو تم (تمہارے جسموں سے نکلنے والی) روح کو واپس لوٹا کیوں نہیں لیتے اگر تم اپنے دعوائے (الحاد) میں سچے ہو؟

غرض ایک دوسرے موقع پر زندگی کے حقائق و واقعات میں غور و فکر نہ کرنے اور فہم و بصیرت سے کام نہ لینے والوں کی مذمت کرتے ہوئے انہیں غافل لوگ اور بہائم وچوپاؤں کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ بدتر قرار دیا گیا ہے۔

ولقد ذرأنا لجھنم کثیراً مّن الجن وَالانس لھم قلوبٌ لا یفقھون بھا و لھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذانٌ لا یسمعون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضلّ اولٰئک ھم الغٰفلون (اعراف ۹)

اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور انسان پیدا کر رکھے ہیں جن کے دل تو ہیں مگر وہ ان سے سمجھتے نہیں۔ ان کی آنکھیں تو ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ اُن کے کان تو ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں یہ لوگ چوپاؤں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گذرے ہیں۔ یہی لوگ غافل ولاپرواہیں۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں لفظ فقہ اپنے عمومی معنی یعنی سمجھ بوجھ یا فہم و بصیرت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ امور کائنات یا تکوینی مسائل میں خدائی منشا ومقصد کے تحت سمجھ بوجھ حاصل کرنا بھی دین اور اس کے تقاضوں ہی سے متعلق ہے لہٰذا یہ علم کسی بھی حیثیت سے مذموم نہیں بلکہ محمود ہے بشرطیکہ وہ دینی مقاصد کے تابع ہو۔ کیونکہ یہ علم حقیقتاً دین کا محافظ اور اس کا دست راست ہے۔

علمی اصلاحات کی تبدیلی اس موقع پر یہ حقیقت بھی واضح رہنی چاہئے جیسا کہ امام غزالی نے تحریر کیا ہے کہ مابعد کے ادوار میں اسلامی علوم کے لفظی معنی اور ان کے مصداق بالکل بدل کر رہ گئے ہیں۔ یعنی سلف صالحین کے دور میں جو الفاظ بعض مخصوص علوم یا مخصوص حقائق کے لئے بولے جاتے تھے ان کا مصداق بعد کے ادوار میں بدل کر رہ گیا ہے۔ چنانچہ فقہ، علم، توحید، تذکیر اور حکمت کے جو لفظی معنی دور اول میں مراد لئے جاتے تھے۔ وہ بعد کے ادوار میں تبدیل کئے جا چکے ہیں۔ اس سلسلے میں امام صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اب فقہ کے معنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فروعی اور دور از کار مسائل سے واقفیت حاصل کرنا۔ ان مسائل کو دقیق ترین علتوں کو دریافت کرنا اور ان مسائل کو رٹ لینا ہی ہے۔ اور جو شخص اس باب میں جتنا زیادہ مشغول ہوگا وہ اتنا ہی بڑا فقیہہ سمجھا جائے گا۔ حالاں کہ دورِ اول میں فقہ کا اطلاق (عموماً) آخرت کی پہچان، نفس کی آفتوں اور اس کی باریکیوں کا ادراک، عمل کو فاسد کرنے والی چیزوں کی معرفت، اور خوفِ الٰہی کے حصول وغیرہ امور پر ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:۔

لیتفقھوا فی الدین و	تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور جب اپنی
لینذروا قومھم اذا	قوم کی طرف واپس آئیں تو انہیں (خدا اور
رجعوا الیھم (توبہ ۱۲۲)	آخرت سے) ڈرائیں۔

اس اعتبار سے لوگوں کے لئے مجموعی طور پر جو تنبیہ و انتباہ حاصل ہوتا ہے اسی کا نام "فقہ" ہے نہ کہ طلاق، لعان اور اجارہ وغیرہ کے فروعی مسائل حاصل کرنا۔ کیونکہ ان (فروعی مسائل) کے ذریعہ تنبیہ و انتباہ حاصل نہیں ہوتا (جو کہ مطلوب ہے) ارشادِ باری ہے۔

لھم قلوب لا یفقھون بہا (اعراف ۱۷۹)	ان کے دل تو ہیں مگر وہ ان سے سمجھتے نہیں۔

اس سے مراد ایمانی کیفیات ہیں نہ کہ فتاوی۔ بلحاظِ لغت کی رو سے "فقہ" اور "فہم" ہم معنی الفاظ ہیں چنانچہ ایک مرتبہ سعد بن ابراہیم زہری سے دریافت کیا گیا کہ مدینہ والوں میں سب سے بڑا فقیہہ (سب سے زیادہ سمجھ دار) کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ گویا کہ انہوں نے یہ فرمایا کہ فقہ اور تقوای کا اصل ثمرہ اندرونی علم ہے نہ کہ فتاوٰی اور تعضیہ جات کا علم۔

اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں پورے فقیہہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ضرور بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ فقیہہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے۔ انہیں اللہ کی پکڑ سے مطمئن نہ کر دے اور قرآن کے مقصود سے اعراض نہ کرے[۱]۔

فقہ کی فضیلت و اہمیت واضح رہے کہ امام غزالی کی اس تحریر کا یہ مقصد نہیں ہے کہ علم فقہ سرے سے "فقہ" ہی نہیں ہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ فقہ کو شریعت کے صرف فروعی مسائل ہی سے متعلق قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

---

[۱] خلاصہ از احیاء العلوم ج ۱ ص ۳۲۔ مطبوعہ بیروت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگرچہ مجموعی اعتبار سے علم فقہ بھی "فقہ" ہی میں داخل ہے۔ مگر اصطلاحاً اس لفظ کا غلبہ "علم فقہ" کے لئے اس قدر ہوگیا ہے کہ قرآن کا اصل مقصد ہی فوت ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

بہرحال لفظ فقہ ایک وسیع معنی کا حامل ہے۔ جو دینی و شرعی اور طبعی و کائناتی دونوں قسم کے امور و مسائل میں صحیح سمجھ اور صحیح فہم و بصیرت حاصل کرنے اور ان دونوں سلسلوں میں موجود حقائق کا پتہ لگانے کی غرض سے بولا گیا ہے۔ چونکہ قرآن مجید میں تکوینی یا نیچرل امور کے تذکرہ کی اصل غرض سے بولا گیا ہے چونکہ قرآن مجید میں تکوینی یا نیچرل امور کے تذکرہ کی اصل غرض و غایت دین برحق کی تصدیق و تائید اور خوف خدا و خوف آخرت کی تحصیل ہے۔ اس لئے ان مسائل و معاملات میں بھی صحیح سمجھ بوجھ (فقہ) سے کام لینا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ دینی مسائل اور فتاوی کا علم حاصل کرنا۔

خلاصہ بحث یہ کہ لفظ "فقہ" میں دینی و شرعی علوم کی تخصیص کی کوئی دلیل موجود نہیں بلکہ وہ ان دونوں علوم کے لئے عام ہے اور پھر علم اور فقہ میں چونکہ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں چند حدیثیں ملاحظہ ہوں جو علم اور فقہ کی فضیلت ظاہر کرنے والی ہیں۔

اسلام میں فقہ کی اتنی اہمیت ہے کہ بعض حدیثوں میں اس کو عبادت پر مقدم کرتے ہوئے اس کی فضیلت اس طرح ظاہر کی گئی ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ففقیہ اشد علی الشیطان من الف عابد	شیطان پر ایک فقیہ ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے [۱]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین	اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے [۲]

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ بہترین لوگ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا

افقھھم فی دین اللہ	وہ جو اللہ کے دین میں سب سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والے ہوں [۳]

---

[۱] ترمذی، کتاب العلم ۵/۴۸ مطبوعہ بیروت [۲] بخاری کتاب العلم ۱/۲۶، مسلم کتاب الزکوٰۃ ۲/۱۹، ترمذی کتاب العلم ۵/۲۸ [۳] مسند احمد بن حنبل ۶/۶۸ بیروت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علمائے حق کے بارے میں ارشادِ رسول ہے۔

فضل العالم على العابد	عالم کی فضیلت ایک عابد پر ایسی ہے جیسے
كفضل القمر على سائر الكواكب	چاند کی فضیلت ستاروں پر۔ کیونکہ علماء
ان العلماء ورثة الانبياء	انبیاء کے وارث ہیں[1]

اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا۔

فضل العالم على العابد	عالم کی فضیلت عبادت گذار پر ایسی ہی ہے
كفضلي على ادناكم	جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی معمولی شخص پر۔[2]

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

خصلتان لا تجتمعان	کسی منافق میں دو خصلتیں کبھی جمع نہیں ہو
فی منافق حسن سمت	سکتیں۔ ایک حسنِ اخلاق اور دوسرے
ولا فقه فی الدین	دین کی سمجھ[3]

یعنی جس شخص میں یہ دونوں خصوصیات پائی جائیں وہ منافق ہے اگرچہ وہ بظاہر عالم نظر آتا ہو۔ اور اس سے مراد عالم سوء یا عالم نما جاہل ہو سکتے ہیں جو دین کی صحیح سمجھ حاصل کئے بغیر ذرا ذرا سی بات پر جھگڑنے لگ جاتے ہوں۔ چنانچہ امام غزالی نے اپنے دور کے بعض "فقہا" پر قیاس کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے "حدیث میں فقہا کے نفاق کے بارے میں جو بات بیان کی گئی ہے اس میں شک نہیں کرنا چاہئے۔ جو ایک حقیقت ہے (دیکھئے احیاء العلوم ۱/۵۔ مطبوعہ بیروت)

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الكلمة الحكمة ضالة المؤمن	حکمت کی بات مومن کی متاع گم شدہ ہے
وحيث وجدها فهواحق بها	لہٰذا وہ جہاں بھی اس کو پائے حاصل کرلے۔[4]

(جاری ہے)

---

[1] ابوداؤد کتاب العلم ۴/۵۸۔ ترمذی کتاب العلم ۵/۴۹ [2] ترمذی کتاب العلم ۵/۵۰ مطبوعہ بیروت
[3] ایضاً [4] ایضاً

© rasailojaraid.com